قرآنِ عظیم کی زبان

محمد خورشید (ہوسٹن۔ امریکہ)

عربی نہ صرف القرآن الکریم کی زبان ہے، بلکہ وہ زبان ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خصوصاً اس لئے تخلیق کی، پروان چڑھائی، اور مکمل کی، کہ بالآخر قرآن مُبین، انسانیت کے لئے اللہ کا آخری قانون، اس زبان میں مدون کیا جانا تھا۔ دُنیا میں کتنی ہی زبانوں نے رواج پایا اور ختم ہوگئیں، کئی نئی زبانیں امتداد زمانہ سے ترویج پائیں گی، خود اُردو زبان چار سو سال پہلے دنیا میں موجود نہ تھی۔ بے شمار زبانیں کرۂ ارض پر آج بھی مروّج ہیں، لیکن کسی زبان میں نہ اس بات کی سکت ہے نہ قوت کہ وہ قرآنی الہام اور قانون کو اپنے اندر سمو سکے۔ یہ خصوصیت عربی اور صرف اِس زبان کو حاصل ہے، کہ وہ قرآنی مفہوم کو نہ صرف قائم رکھتی ہے، بلکہ تا قیامت اس مفہوم کو بڑی سادگی اور راستگی کے ساتھ قائم رکھے گی۔ اور یہ سب اس لئے ممکن ہے کہ اس زبان کو اللہ تعالےٰ نے اپنی نگرانی اور حفاظت میں مکمل کیا۔ چند مثالیں اس ادّعا کو زیادہ واضح کر سکیں گی۔

عربی زبان میں فعل المضارع حال اور مستقبل دونوں زمانوں کو بیان کرتا ہے قرآن میں جہاں بھی فعل المضارع استعمال ہوا ہے، اگر اُس کے معانی کو س، سوف، کان، وغیرہ کے الفاظ سے محدود نہیں کیا گیا تو دونوں ہی زمانے، حال اور مستقبل، بیان ہو رہے ہیں اور اگر ہم قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں تو دونوں ہی زمانوں کو بیک وقت زیرِ نظر رکھنا پڑے گا۔ قرآنی الفاظ:

(۱) يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ (۲) يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ،
(۳) مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ، وغیرہ کا مطلب ہے،

(۱) وہ اس وقت غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور آئندہ بھی اُن کا غیب پر ایمان رہے گا، جب تک وہ مومن ہیں۔

(۲) وہ الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور اُسے قائم رکھیں گے جب تک کہ وہ مومن ہیں۔

(۳) وہ اپنے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ مومن ہیں۔

اسی طرح یَکْفُرُوْنَ کا مطلب ہے، وہ اس وقت کافر ہیں اور کافر ہی رہیں گے، جب تک وہ اپنے کفر کا انکار نہ کردیں۔

اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی جملہ میں ایسا فعل لانا چاہتا ہے۔ جس سے تینوں زمانے، ماضی، حال اور مستقبل، بیک وقت مراد ہوں۔ آپ دو دو، تین تین، چار چار زبانوں سے واقف ہوں گے۔ اگر آپ ان زبانوں پر ایک اجمالی نظر بھی ڈال کر دیکھیں گے، تو آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ کہ کسی زبان میں کہیں بھی، ایسا فعل موجود نہیں جس کے استعمال سے تینوں زمانے، ماضی، حال اور مستقبل، بیک وقت مراد لئے جا سکیں، اور آپ یہ بھی اعتراف کریں گے کہ کسی زبان میں بھی جملہ اُس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوسکتا جب تک اُس میں کوئی فعل استعمال نہ کیا گیا ہو۔

عربی زبان میں اللہ تعالےٰ نے اس بات کا اہتمام اس صورت سے کیا کہ جب بھی مقصد یہ ہو کہ جملے میں تینوں زمانے، ماضی، حال اور مستقبل، بیک وقت پائے جائیں، تو فعل استعمال ہی نہ کیا جائے اور جملہ پھر بھی مکمل رہے اس طرح عربی کا ہر وہ جملہ جس میں فعل استعمال نہیں ہوا، ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر بیک وقت حاوی ہوگا، مثلاً :

۱ - اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ

۲ - اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

۳ - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

۴ - لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

۵ - اَللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

ان جملوں کا سادہ ترین ترجمہ یہ ہوگا -

۱ - وہ دین جو اللہ کو منظور تھا - منظور ہے، اور ہمیشہ منظور رہے گا، صرف اسلام ہے -

۲ - اللہ آسمانوں اور زمین کا نور تھا، اب بھی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اور آئندہ بھی ہمیشہ آسمانوں اور زمین کا نور رہے گا -

۳ - اللہ ہمیشہ الحی القیوم تھا، آج بھی الحی القیوم ہے، اور ہمیشہ الحی القیوم رہے گا -

۴ - اللہ کے علاوہ نہ کوئی الٰہ تھا، نہ ہے، نہ کبھی ہوگا، محمدؐ اللہ کے رسول تھے، اب بھی ہیں اور ہمیشہ اللہ کے رسول رہیں گے -

۵ - اللہ عزیز ذو انتقام تھا، اب بھی ہے، اور ہمیشہ عزیز ذو انتقام رہے گا -

آپ ان عربی جملوں کی ساخت کو دیکھئے تو پہلی نظر سے ہی آپ کہہ اٹھیں گے کہ دنیا کی کسی اور زبان میں اتنی سادگی اور اتنے اختصار سے اتنی بھرپور بات نہیں کی جاسکتی - پہلے اور دوسرے جملہ میں پانچ لفظ ہیں، تیسرے اور چوتھے میں سات سات اور پانچویں میں صرف چار - آپ ان جملوں کے مضمون کو ہر اُس زبان میں جو آپ جانتے ہیں ادا کرنے کی کوشش کیجئے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ آپ تینوں زمانوں - ماضی، حال اور مستقبل، اور جملہ کے پورے مفہوم کو ادا کریں - کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اُتنے ہی یا اُن جملوں کے تقریباً برابر الفاظ میں یہ بات پیدا کرسکتے ہیں؟ یہ ہو نہیں سکے گا، اور ہرگز نہیں ہوسکے گا - اسی لئے تو اللہ تعالےٰ نے عوام الناس کو چیلنج کیا:

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ - - - - - - البقرہ ۲۳

بات کتنی سادہ ہے، لیکن کتنی اہم - نہ کسی زبان کی قید ہے نہ کسی زمانے کی، اور وہ چیلنج آج بھی کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے گا - ہر زمانے کے خواص اور عوام الناس کو اس لئے للکارا گیا ہے کہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں

قرآن کی مثال لانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور خود عربی زبان میں، جو اللہ کی نگرانی میں تکمیل شدہ زبان ہے، خود عرب اس کی مثال اس لئے نہیں لاسکتے کہ انسانی انشا پردازی میں خود عرب انشاء پردازوں سے وہی ادبی سقم پیدا ہو جائیں گے جو ہر انسانی انشا پردازی کا حصہ ہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ کی تیار کردہ زبان میں خود اللہ سُبحانہ و تعالیٰ ہی آپ سے اور مجھ سے کچھ کہے، جو اُس نے قرآن میں کہہ دیا ہے - اور چونکہ عربی اللہ کی اپنی زبان ہے اس لئے یہ بھی کہہ دیا گیا کہ آخرت میں ہر انسان کی زبان عربی ہوگی، دُنیا میں چاہے وہ کوئی زبان بھی استعمال کر چکا ہو -

ایک اور مثال سے بات زیادہ واضح ہو جائے گی اللہ جل شانہ کا قول ہے:

وَكَانَ اَمْرُ اللهِ مَفْعُوْلاً - النساء ۴۷، الاحزاب ۳۷

اللہ کا امر تو ایک مکمل شدہ چیز ہے -

اب چونکہ اللہ کا 'امر' پہلے ہی سے مکمل شدہ ہے، تو آپ دیکھیں گے کہ عربی زبان، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی نگرانی میں مکمل کیا، اس نہج پر تیار کی گئی کہ اُس زبان میں ہر 'فعل' اور میں دہراتا ہوں کہ ہر 'فعل'، ماضی میں ہے، واحد ہے اور غائب کے صیغہ میں ہے، مثلاً

اَمَرَ ، كَتَبَ ، فَعَلَ - عَلِمَ ، ذَكَرَ ،

سب کے سب کہہ رہے ہیں -

اُس نے حکم دیا، اُس نے لکھا، اُس نے کیا۔ اُس نے جانا۔ اُس نے ذکر کیا

کیا یہ سب کچھ ہمیں انگشت بدنداں نہیں چھوڑ دیتا کہ عربی زبان کی اندرونی خوبیاں اتنی گہری، اتنی ہمہ گیر، لیکن پھر بھی اتنی سادہ اور عیاں ہیں کہ سمجھنے والے پر وارفتگی طاری ہو جاتی ہے -

اِنَّ فِیْ ذَالِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ - الرعد ۴

اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس زبان میں اپنا قانون آخری شکل میں بنی نوع انسان کے حوالہ کرنا تھا - وہ قانون اور وہ ہدایت

جیسے قیامت تک انسانوں کے پاس اِس طریقہ سے رہنا ہے کہ اُس میں سرِمو تبدیلی نہ ہوسکے - نہ صرف یہ کہ اُس کے الفاظ میں تبدیلی نہ ہوسکے - بلکہ اُس کے مفہوم میں بھی کہیں شک وشبہ یا ابہام کا شائبہ بھی نہ مل سکے - دنیا کی کوئی مروج یا غیر مروج زبان اس کی متحمل نہیں ہوسکتی - یہ بات عربی اور صرف عربی زبان ہی کے ذریعہ ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ نے اُسے تیار ہی اس مقصد کیلئے کیا تھا، اسی لئے اللہ نے اس کی مزید تصدیق یہ کہہ کر کر دی - :

(۱) وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ..... النحل ۱۰۳

(۲) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ..... الشعراء ۱۹۵

ترجمہ :

(۱) یہ عربی زبان ہے صاف، سادہ، عام فہم، جس کے مفہوم میں ابہام نہیں ہوسکتا - (مبین)

(۲) عربی زبان میں جو مبین ہے، یعنی جس میں مطلب اور معنی کا اختلاف ہے ہی ناممکن، کیونکہ وہ واضح ہے، سادہ ہے، پُرکاری سے خالی ہے، اور قانون الٰہی کی زبان ہے، لہٰذا حد درجہ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے تاکہ کوئی یہ بہانہ نہ بنا سکے کہ اے اللہ میں تو بس سادہ زبان پڑھ لکھ سکتا تھا، اتنی مشکل زبان کیسے سمجھتا -

عربی کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے سورۃ النحل میں دُنیا کی دوسری تمام زبانوں کے لئے کہا کہ وہ عجمی ہیں - اگر آپ عربی زبان کی کسی بھی ڈکشنری اور قاموس میں دیکھیں گے، تو 'عجمی' کے معنی آپکو ملیں گے وہ زبان جسے سمجھنے میں دشواری ہو، اور یہی بات' وہ بات جو صاف اور واضح نہ ہو Obscure

Incomprehensible Unintelligible

ظاہر بات ہے اللہ کے قانون کی آخری کتاب کسی ایسی زبان میں نہیں لکھی جا سکتی تھی جو خود عجمی ہو، جس میں مطالب ومفہوم میں ابہام بھی آسکے، جہاں اختلاف کا امکان بھی ہوسکے، جو شک وشبہ کو بھی جگہ دے سکے، آیا قانون کا مطلب یہ ہے یا کچھ اور -

چونکہ اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ اگر قرآن دنیا کی کسی بھی اور زبان میں اتارا گیا، تو ابہام لازمی ہے، پیچیدگی عیاں ہے، دامانِ لسان کی واماندگی اور افتادگی ظاہر ہے، اس لئے اللہ عربی کے علاوہ کوئی اور زبان اس لئے بھی منتخب نہیں کی ـــ کہ کسی بھی عجمی زبان میں امتداد زمانہ کے ساتھ قانون کے معنی بدل جانے کا امکان ہے، ابہام ممکن ہے، اشکال پیدا ہو جائے گا، اور اگر قانون میں کہیں بھی ایسا جھول آ جائے تو اُمتِ مسلمہ پارہ پارہ ہو جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ نے اپنے قانون کی آخری شکل اور ہدایت کے لئے عربی کا انتخاب کیا۔ یہ صحیح ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وحی اُنکی اپنی زبان میں دی گئی، لیکن عربی زبان میں قرآن کے نازل ہونے کی وجہ صرف یہ نہیں کہ حضورؐ عربی زبان بولتے تھے، بلکہ اللہ کی مشیئت یہ تھی کہ عربی زبان کو اُس خطہ میں پروان چڑھایا جائے، جہاں اللہ کی یہ زبان دُنیا کی ہر زبان کی آمیزش اور آلودگی سے پاک رہے، یہ اپنے طور پر واحد زبان ہو، اس کا اپنا آہنگ ہو، اس کا اپنا انفرادی انداز ہو، تاکہ جب اس میں قرآن نازل کیا جائے تو کسی کو یہ شکایت نہ ہو سکے کہ ان آیات سے دو یا دو سے زیادہ مطالب بھی نکل سکتے ہیں (اور اگر نکل سکتے ہیں تو سارے مطالب اللہ کو بیک وقت مطلوب ہیں)، یا یہ زبان ثقیل ہے، یا اس زبان میں صرف و نحو کی پیچیدگیاں اس قدر ہیں کہ ایک عام آدمی کے لئے قرآن سمجھنا مشکل کام ہے۔

اس ضمن میں دو باتیں پیشِ نظر رکھیئے:

(۱) عربی واحد زبان ہے جو حضورؐ کی بعثت کے وقت نہ صرف مکمل تھی بلکہ نزولِ قرآن کے صدیوں بعد تک اس زبان کے کوئی قواعد (Grammar) بھی موجود نہ تھے، نہ اس کی ضرورت تھی۔ صرف اور نحو، قواعد و گرامر (Grammar) کا آغاز تو بنو عباس کے دور میں اُس وقت شروع ہوا جب مسلمان عرب علماء و ادباء نے یونانی علم و ادب کو عربی کے سانچے میں ڈھالا۔ مختلف ترجموں کے ذریعہ مسلمان بھی افلاطون اور ارسطو کے فلسفیانہ خیالات سے آشنا ہوتے، عجمی زبانوں کے قواعد سے واقفیت حاصل ہوئی تو وہ منطق اور

استدلال جو انہوں نے یونانی فلاسفہ سے سیکھا، اُس کی روشنی میں مسلمانوں کو بھی عربی زبان کو قواعد، صرف اور نحو کے سانچوں میں ڈھالنے کی سوجھی تاکہ یہ زبان جس کے بظاہر کوئی قواعد موجود نہیں، 'مہذب' زبانوں کے مقابلے کی زبان بن جائے ۔ اور یوں فلک الافلاک جیسی وسعت رکھنے والی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اپنی مکمل کردہ عربی زبان کو خود مسلمانوں نے صرف و نحو کی وہ بیڑیاں پہنائیں جن میں نہ صرف زبان جکڑی ہوئی ہے ۔ بلکہ خود مسلمانوں کے افکار و تدبّر بھی زیرِ حراست آ گئے اور یوں دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹیفک ' (Scientific) اور وسیع زبان کا دامن خود مسلمانوں کے ہاتھوں اتنا تہی داماں ہوا کہ آج معمولی علمی اور سائنسی الفاظ جو مغربی زبانیں، انگریزی، جرمن، فرانسیسی، ہسپانوی، وغیرہ استعمال کرتی ہیں، عربی زبان کو اُن زبانوں سے مستعار لینے پڑتے ہیں ۔ اس کے برعکس جب قواعد موجود نہ تھے، تو دنیا کی تمام زبانوں کے علوم، ادب، سائنس، ریاضی، فلکیات، طب، نفسیات، انجنیئرنگ، غرضیکہ ہر شعبہ کے علوم و افکار اسی عربی زبان میں نہ صرف ترجمہ ہوتے، بلکہ متعدد اصل ((Original)) مقالے اور افکار و آراء عربی میں لکھے گئے، شائع ہوتے رہے، اور پھر عربی سے یورپی زبانوں میں ترجمہ کئے گئے ۔

عصر جاہلیہ کے ادب پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو عربی نثر کہیں نظر نہ آئے گی، عربی نظم البتہ اپنے عروج پر تھی ۔ شعراء کا بول بالا تھا اور عربی شعر و شاعری نے وہ کمال حاصل کر لیا تھا کہ جب قرآن کا جستہ جستہ نزول شروع ہوا، تو عوام النّاس، جو قرآن کی اصلیت سے بے خبر تھے، اُسے بھی شعر، بلکہ بہت اونچے درجہ کا کلام سمجھنے لگے ۔ اللہ تعالےٰ نے فوراً از جر و توبیخ سے کام لیا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ
الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (یٰسٓ ۷۰ - ۶۹)

قرآن کی زبان اتنی سادہ اور انداز اتنا دلنشیں تھا کہ جو سنتا تھا، اُس کے دل میں گھر کر لیتا تھا :

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

لہٰذا معاندین نے فوراً اپنڈ باندھے کہ یہ تو کھلا جادو ہے، سحر مبین ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ۔ یونس ۶۔

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ۔ الزخرف ۳

فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ - (المدثر ۲۴)

اللہ جل شانہٗ نے ایسے لوگوں کو وہیں ڈپٹا کہ یہ سحر نہیں ہے، جادو نہیں ہے، انسانوں کے لئے اللہ کا ذکر ہے، قانون ہے، ہدایت ہے:

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ — (المدثر ۳۱)

اللہ کی مشیّت یوں تھی کہ ایک خاص خطۂ زمین میں قرآن کی زبان کی ترویج کی جائے، جسے اُس نے عربی کا نام دیا، اور آل اسماعیل کو وہاں لا بسایا، بلکہ آلِ اسمٰعیل سے عربی زبان کی ابتدا ہوئی - پھر آل اسمٰعیل ہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیینؐ کے طور پر مبعوث فرمایا، تاکہ آپؐ عربی زبان کے بولنے والے ہوں اور پھر قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا۔ بلکہ جس پر نازل فرمایا اُس نے اپنے لئے فرمایا! انا افصح العرب (میں عربوں کا فصیح ترین انسان ہوں)، تاکہ دُنیا کے کسی خطہ میں، وقت کے کسی دور میں، کسی انسان کو اللہ کی آخری ہدایت اور آخری قانون کو سمجھنے میں کوئی دشواری ہرگز نہ پیش آئے اور وہ اس قانون کو پڑھتے ہی اُس کے صحیح مفہوم میں اپنا ایمان بنا لے اور پھر اُسی کے مطابق اس کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی، اُس کی انفرادی موت اور اجتماعی موت واقع ہو۔

فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ —(البقرہ ۱۳۲)

چونکہ اس قانون اور ہدایت کا سمجھنا حد درجہ آسان تھا، اور یہ خدشہ تھا، کہ امتدادِ زمانہ سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی کوشش

کریں گے کہ قرآن کا سمجھنا تو بہت مشکل کام ہے، اس لئے اُسے ہم سے سمجھو
تو اللہ جل شانہٗ نے دو ٹوک اور برملا یہ اعلان کر دیا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُدَّكِرٍ - (القمر ۱۷)

اور اسے اسی سورہ میں بار بار دہرا بھی دیا تاکہ کسی انسان کا یہ گمان زیادہ دیر تک قائم نہ رہے کہ قرآن کا سمجھنا واقعی مشکل کام ہے۔

اور چونکہ قرآن کے نازل کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگ اس قانون کو سمجھیں، اس کی اطاعت کریں، دُنیا میں امن قائم کریں، اور اس اطاعت سے دین و دنیا کے فائدے جھولیاں بھر بھر کر سمیٹیں، اسی لئے ساتھ ہی کہہ دیا

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ -

(الزخرف ۳)

اللہ تعالٰی کی ذات خود قرآن مبین کی قسم کھا کر یہ کہہ رہی ہے کہ "بیشک ہم نے قرآن عربی میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم اب اسے سمجھ لو اور آئندہ بھی اس سے عقل حاصل کرتے رہو، (تعقلون، فعل المضارع، حال اور مستقبل دونوں) دیکھا آپ نے قرآن کو عربی میں نازل کرنے کا اللہ کا استدلال ۔ قرآن کو عربی میں اس لئے نازل کیا کہ یہ قانون ہے، اسے صحیح مفہوم پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ عربی زبان میں ہو، اسے عقل عیار کی مکاریوں سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ عربی زبان میں ہو، اسے فکر اور تدبر سے سمجھنے کیلئے لازمی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہو۔

اسی بات کو ایک اور انداز سے سمجھانے کے لئے کہ قرآن عربی زبان میں کیوں اتارا گیا، سورہ رعد میں اللہ سبحانہٗ وتعالٰی نے فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ
إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبِ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ
حُكْمًا عَرَبِيًّا ط (الرعد ۳۶-۳۷)

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کا عبد رہوں اور اس کے ساتھ کسی قسم

کا شرک ہرگز نہ ہونے دوں۔ میں تم سب کو بھی صرف اسی بات کی دعوت دیتا ہوں اور ہم سب بالآخر اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور صرف اِسی مقصد کے لئے (کذالک) اللہ کا حکم، قانون، ہدایت عربی زبان میں دی گئی ہے"۔

آپ اور ہم جانتے ہیں کہ کسی بھی قانونی ضابطہ میں، کوئی بھی قانون، جتنے سادہ الفاظ میں لکھا ہوگا، اُس میں جتنا کم ابہام ہوگا، وہ جس قدر عام فہم نہیں بلکہ عوام فہم ہوگا، اتنا ہی اُس پر صحیح عمل آسان ہوگا اور اتنی ہی اُس میں ہیر پھیر نکالنی مشکل ہوگی۔ اسی لئے اللہ نے کہا کہ صرف اسی مقصد کے لئے (کذالک) میں نے اپنا "حکم" عربی زبان میں تمہیں پیش کیا ہے۔ تاکہ تمہارے لئے اس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو، تمہیں یہ نہ کہنا پڑے کہ ہمیں تو سمجھ ہی نہ آسکی کہ تیرے حکم کا اصل منشا کیا ہے اور تاکہ کسی زمانہ میں بھی کوئی گروہ یا فرد بھی چاہے وہ اُس "حکم" کے حق میں ہو یا خلاف، اس "حکم" کے مدعا اور حدود Scope پر نہ پردہ ڈال سکے، نہ اُن کا غلط مطلب نکال سکے۔ یہی نہیں۔ توحید اور شرک کا فرق اگر مکمل طور پر اور صحیح طور پر سمجھنا ہے تو یہ صرف عربی زبان ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ (جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لیے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔